خواجہ غلام حسن ملتانی شہید کی شاعری میں نقوش سیرت: ایک تجزیاتی مطالعہ

Traces of the Prophetic Biography in the Poetry of Khwaja Ghulam Hasan Multani Shaheed: An Analytical Study

ڈاکٹر سید مجاہد حسین

ڈائریکٹر و پرنسپل، جامعہ خورشید الاسلام، احسان پور، ضلع مظفر گڑھ

ڈاکٹر عبدالباسط

فیکلٹی ممبر، شعبہ اسلامیات، ورچوئل یونیورسٹی آف پاکستان، ملتان کیمپس

basits.zafar@vu.edu.pk

Abstract

In the Sufi tradition of the Indian subcontinent, an appealing and impactful mode of presenting the life of the Prophet ﷺ is prominently manifested through *Mawlid* poetry and *na'tiyah* (devotional praise). In the teachings of Sufi saints, "remembrance of the Beloved" and "obedience to the Beloved" occupy a central place, where the "Beloved" refers to the august person of the Messenger of Allah ﷺ. For this reason, among Sufi poets, the depiction of the Prophetic biography ﷺ is not merely an expression of devotion and love, but also a means of spiritual training and adherence to the Prophetic model ﷺ.

Hafiz Jamalullah Multani (d. 1250 AH) is among the distinguished Sufis of the subcontinent whose discourses (*malfuzat*) articulate the spiritual and ethical dimensions of the Prophetic biography ﷺ with profound influence and intellectual insight. His disciple, Khwaja Ghulam Hasan Multani Shaheed, rendered this Sufi understanding of the Prophetic life into poetic form in his renowned work *Anwar-e-Jamaliyah*. The seventeen Persian *na'ts* included in the preface of this book are derived from the gatherings of Hafiz Jamalullah Multani's *malfuzat*, presenting a luminous example of the *Mawlid* poetic tradition.

In these *na'ts*, along with portrayals of the beauty, perfection, and exalted status of the Messenger of Allah ﷺ, the poet's fervent emotions, longing for vision, and yearning for union are vividly evident. In this way, *Anwar-e-Jamaliyah* becomes a beautiful synthesis of Sufi spirituality, poetic art, and Prophetic biography, offering the tradition

of *Mawlid al-Nabi* ﷺ in the religious and literary context of the subcontinent with a renewed intellectual and aesthetic dimension.
This article presents a research-based and analytical study of the traces of the Prophetic biography ﷺ in the poetry of Khwaja Ghulam Hasan Multani Shaheed, in order to better understand the trends, intellectual background, and literary impact of Sufi approaches to Prophetic biography.

Keywords:
Khwaja Ghulam Hasan Multani Shaheed; Prophetic Biography ﷺ; Sufi Sīrah Writing; *Anwar-e-Jamaliyah*; *Mawlid* Poetry

حافظ جمال اللہ ملتانیؒ کا تعارف

حافظ جمال اللہ ملتانیؒ (م 1250ھ) برصغیر کے ممتاز صوفی بزرگ، عالم، اور شیخِ طریقت تھے۔ آپ سلسلۂ چشتیہ کے جلیل القدر مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کی تعلیمات کا مرکزی نکتہ محبتِ رسول ﷺ، اتباعِ شریعت، اور تزکیۂ باطن تھا۔ آپ کے ملفوظات میں سیرتِ نبوی ﷺ کے بیان اور تشریح کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ ان کے حلقۂ ارادت میں علمی، روحانی اور ادبی تربیت ساتھ ساتھ دی جاتی تھی۔ آپ کے مواعظ و ارشادات میں نعتیہ اندازِ بیان، عشقِ رسول ﷺ کی وارفتگی، اور صوفیانہ اسرار و رموز کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔ آپ کے خلفاء میں سب سے نمایاں نام منشی غلام حسن ملتانی شہیدؒ کا ہے جنھوں نے آپ کے افکار و ملفوظات کو کتابی صورت میں محفوظ کیا۔ ان کے فیضانِ صحبت سے ہی *انوارِ جمالیہ* [1] جیسی گرانقدر تصنیف وجود میں آئی جو حافظ جمال اللہ ملتانیؒ کی سیرت، کمالات اور روحانی احوال کا آئینہ ہے۔

غلام حسن ملتانیؒ اور انوارِ جمالیہ: تعارف و اسلوب

منشی غلام حسن ملتانیؒ، حافظ جمال اللہ ملتانیؒ کے خلیفۂ خاص، مریدِ صادق اور صاحبِ قلم صوفی تھے۔ ان کی مشہور فارسی تصنیف *انوارِ جمالیہ* دراصل اپنے شیخ کے مناقب، کرامات، ملفوظات اور روحانی سوانح پر مشتمل ایک جامع رسالہ ہے۔ کتاب کے آغاز میں مصنف نے اپنی نسبت کو عاجزانہ انداز میں یوں ظاہر کیا:

[1] غلام حسن، منشی، انوار جمالیہ، مظفر گڑھ: العزیز اکیڈمی، کوٹ ادو، ص 24
Ḥasan, Ghulām, Munshī. Anwār Jamāliyyah. Muzaffargarh: al-ʿAzīz Academy, Kot Addu,p 24.

"از بندۂ خاکسار، عجز و ناتواں و درویش غلام حسن ملتانی[2]"... یعنی: یہ کتاب ایک عاجز و درویش بندے غلام حسن ملتانی کی طرف سے ہے، جو اپنے شیخِ کامل، خواجۂ خواجگان، خواجہ جمالُ الحقّ والدّین رضی اللہ عنہ کے مقامات و کمالات کو ضبطِ تحریر میں لا رہا ہے۔ کتاب کا ڈھانچہ اس طرح ہے:

- مقدمہ : نعتِ نبوی ﷺ اور سلسلۂ چشتیہ کے مشائخ کے اسماء و القابات کا ذکر
- بابِ اوّل : حافظ جمال اللہ ملتانیؒ کے حالات و مناقب
- بابِ دوم : اُن کے خلیفۂ اعظم خواجہ محبوبُ اللہؒ کے حالات
- خاتمہ : اولاد و خلفاء کا تذکرہ، اسرارِ توحید، فوائدِ سلوک، اور نثر و نظم میں تصوفی معارف

کتاب کے مقدمے میں غلام حسن ملتانیؒ نے سترہ فارسی نعتیں بطورِ مولودیہ پیش کی ہیں جن میں عشقِ رسول ﷺ، حضور ﷺ کے جمال و کمال، اور روحانی واردات کے بیان کی لطیف شاعرانہ جھلک نمایاں ہے۔ ان میں پہلی نعت کو انہوں نے "مولودِ اول" کے عنوان سے ذکر کیا جو آج بھی ملتان کی محافلِ نعت و قوالی میں ابتدائی کلام کے طور پر پڑھی جاتی ہے۔ یہ نعتیہ مولود نامہ دراصل حافظ جمال اللہ ملتانیؒ کی محافل میں ہونے والے ذکرِ رسول ﷺ کی روحانی کیفیت کا شعری عکس ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیرت نگاری صوفیانہ روایت میں کس قدر وجد انگیز اور ذوقی اسلوب رکھتی تھی۔ مولود نامے کے اہم موضوعات و مضامین ذیل میں پیش کیے جا رہے ہیں:

1. تخلیقِ نورِ محمدی ﷺ کا بیان

منشی غلام حسن ملتانیؒ کے مولود نامہ کی ابتدائی نعت "مولودِ اوّل" دراصل اُس ازلی حقیقت کی شعری تعبیر ہے جسے صوفیائے کرام نے **حقیقتِ محمدیہ یا نورِ محمدی ﷺ** کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ شاعر کہتا ہے:

تا جلوہ کرد حسنِ کمالِ محمدی　　　پرنور شد جہان ز جمالِ محمدی

[2] غلام حسن، انوار جمالیہ، ص28

Ḥasan, Ghulām. Anwār Jamāliyyah, p28.

آں ذاتِ بے مثال کے پنہاں پر و — بے پردہ شد عیاں بمثالِ محمدی[3]

یہ اشعار اس صوفیانہ عقیدۂ تخلیقِ نورِ محمدی ﷺ کی ترجمانی کرتے ہیں کہ کائنات کی ابتدا حضور اکرم ﷺ کے نور سے ہوئی، اور تمام مخلوقات اسی نور کے فیض سے وجود میں آئیں۔ شاعر کے نزدیک "ذاتِ بے مثال" یعنی ذاتِ الٰہی نے اپنے جمالِ مطلق کو محمدی مثال میں ظاہر فرمایا یہ وہی خیال ہے جو احادیث و آثار میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اللَّهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ﴾ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔[4]

صوفی مفسرین کے مطابق، یہاں "نور" سے مراد وہ ابتدائی تجلی ہے جو مظہرِ کامل یعنی نورِ محمدی ﷺ میں ظاہر ہوئی۔ امام قشیریؒ اور شیخ محمود آلوسیؒ نے تفسیر میں لکھا ہے کہ:

اَلنُّورُ الْمُحَمَّدِيُّ أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ[5] (یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نورِ محمدی ﷺ کو پیدا فرمایا۔)

اسی مفہوم کی تائید اُس مشہور روایت سے بھی ہوتی ہے جو حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے، انہوں نے عرض کیا:

" يَا رَسُولَ اللَّهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، أَخْبِرْنِي عَنْ أَوَّلِ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللَّهُ

آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورُ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ))[6] اے جابر! اللہ نے سب سے پہلے تمہارے نبی کا نور پیدا فرمایا۔

---

[3] ایضاً۔/Ibid.

[4] سورۃ النور، 24:35/

Al-Qurʾān al-Karīm, Sūrat al-Nūr 24:35.

[5] الآلوسی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، بیروت: دار احیاء التراث العربی، ج18، ص149۔

Al-Ālūsī, Maḥmūd ibn ʿAbd Allāh. Rūḥ al-Maʿānī fī Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm wa al-Sabʿ al-Mathānī. Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, vol. 18, 149.

[6] بیہقی، دلائل النبوۃ، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ج1، ص83۔

Al-Bayhaqī, Aḥmad ibn al-Ḥusayn. Dalāʾil al-Nubuwwah. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, vol. 1, p 83.

منشی غلام حسن کا بیان قرآن و سنت دونوں سے مطابقت رکھتا ہے کہ کائنات کی ظاہری و باطنی تجلی دراصل اسی نور کے فیضان سے جلوہ گر ہوئی۔ تصوف کی رو سے "نورِ محمدی ﷺ" کو مبدأ الخلق (آغازِ آفرینش) اور مرکزِ وحدتِ وجود سمجھا جاتا ہے۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں:

الحقیقة المحمدیة هي العقل الأول، ومنه فاض الوجود[7] (یعنی، حقیقتِ محمدیہ ہی عقلِ اول ہے، اور اسی سے تمام وجود کا فیضان جاری ہوا۔)

اسی نظریے کو مولانا رومؒ نے شعری زبان میں یوں ادا کیا:

پیش از آن کز خاک آدم ساختند نور احمد را ز عشق افراختند[8]

یعنی، اس سے پہلے کہ آدم کو مٹی سے بنایا جائے، عشقِ الٰہی نے نورِ احمد ﷺ کو روشن کر دیا تھا۔

منشی غلام حسن نے اسی مفہوم کو لفظی حسن اور وجدانی جذب کے ساتھ بیان کیا کہ جب "حسنِ کمالِ محمدی" نے جلوہ فرمایا، تو جہانِ رنگ و بو کو زندگی ملی۔ "پر نور شد جہان" کا مطلب ہے کہ عالمِ مادہ میں روحانی تازگی پیدا ہوئی۔ یعنی کائنات نے گویا ولادتِ ثانی پائی۔

اشعار میں "بے مثال ذات" اور "مثالِ محمدی" کا تقابل محض بیانیہ نہیں، بلکہ عرفانی اشارہ ہے کہ محمدی حقیقت مظہرِ الٰہی ہے، جس کے ذریعے خالقِ حقیقی کا جمالِ مطلق مظہرِ تام بن کر ظاہر ہوا۔ یہی تصور امام بُرصویؒ نے اپنی تفسیر *روح البیان* میں بیان کیا کہ:

كُلُّ نُورٍ فِي الْوُجُودِ فَهُوَ مِنْ نُورِهِ ﷺ[9] کائنات میں جو بھی نور ہے، وہ آپ ﷺ کے نور سے ہے

---

[7] ابن عربی، محیی الدین، الفتوحات المکیۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ج2، ص287۔
Ibn ʿArabī, Muḥyī al-Dīn. Al-Futūḥāt al-Makkiyyah. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, vol. 2, p 287.

[8] مولانا جلال الدین محمد بلخی، مثنوی معنوی (دفتر اول)، تصحیح: سید حسن میر خانی، انتشارات: مجموعۂ عرفان، قم۔
Rūmī, Jalāl al-Dīn Muḥammad Balkhī. Mathnawī-yi Maʿnawī (daftar-i awwal). Edited by Sayyid Ḥasan Mīrkhānī. Qum: Majmūʿah-yi ʿIrfān.

[9] اسماعیل حقی بُرصوی، روح البیان، استانبول، ج2، ص121۔
Būrṣawī, Ismāʿīl Ḥaqqī. Rūḥ al-Bayān fī Tafsīr al-Qurʾān. Istanbul, vol. 2, p 121.

اردو و فارسی نعتیہ روایت میں بھی یہی خیال حضرت جامیؒ کے ان اشعار میں جھلکتا ہے:

آنچہ نُور است از جمالِ او دم است ‏ ‏ ‏ جلوۂ اوست ہر چہ در عالم است[10]

یعنی، کائنات کا نظام بھی دراصل اُسی نور کے وجودی فیضان سے قائم ہے۔

منشی غلام حسن ملتانیؒ کے نزدیک تخلیقِ نورِ محمدی ﷺ نہ صرف کائنات کی روحانی بنیاد ہے بلکہ سیرتِ نبوی ﷺ کا مرکز بھی۔ اُن کے مولود نامے کی ابتدا اسی عقیدے کے اظہار سے ہوتی ہے کہ جس لمحہ نورِ محمدی ﷺ جلوہ گر ہوا، عالمِ امکان کو حقیقی حیات نصیب ہوئی یہی وہ تصور ہے جو برصغیر کی صوفیانہ نعتیہ شاعری کو عشقِ رسالت ﷺ کی معراج تک پہنچاتا ہے۔

2. رسولِ کریم ﷺ سے محبت و عقیدت کا بیان

مولود نامہ کے بعض اشعار میں منشی غلام حسن ملتانیؒ نے عشقِ رسول ﷺ کے جوش اور وارفتگی کو ایسی وجد آفرین شاعری میں ڈھالا ہے جس سے اُن کی روحانی تربیت اور حافظ جمال اللہ ملتانیؒ کے صوفیانہ ذوق کی جھلک صاف نمایاں ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں:

مرغ دلم کہ طائرِ قدس اشیانہ بودہ ‏ ‏ ‏ شد دام و دانہ اش خطِ خالِ محمدی

نقشِ نگارِ ہر دو جہان نقش زِیاں رفت ‏ ‏ ‏ آں دل کہ بست نقشِ خیالِ محمدی

ہر گز نمیرد این دلِ غمیدہ حسن ‏ ‏ ‏ تا زندہ شد زِ ذوقِ وصالِ محمدی[11]

یہاں شاعر اپنے قلبی و روحانی تعلق کو عشقِ محمدی ﷺ کے قالب میں ڈھالتا ہے۔ اُس کا دل "طائرِ قدس" یعنی پاکیزہ روح کی مانند ہے، جو اب صرف "خط و خالِ محمدی ﷺ" کے دام میں گرفتار ہے۔ یہ گرفتاری غلامی نہیں بلکہ سعادت و فخر ہے —کیوں کہ یہی محبت انسان کے دل کو بیدار اور روح کو زندہ کرتی ہے۔

---

10 مولانا جلال الدین محمد بلخی، مثنوی معنوی (دفتر اول)
Rūmī, Jalāl al-Dīn Muḥammad Balkhī. Mathnawī-yi Maʿnawī (daftar-i awwal).

11 غلام حسن، انوار جمالیہ، ص28
Ḥasan, Ghulām. Anwār Jamāliyyah, 28.

محبت رسول کا قرآنی پیغام

قرآنِ کریم نے ایمان کی اساس ہی محبتِ رسول ﷺ کو قرار دیا:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾[12] کہہ دو (اے محبوب ﷺ)! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تمہیں محبوب رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

اس آیتِ کریمہ میں محبتِ رسول ﷺ کو محبتِ الٰہی کا معیار بنایا گیا ہے۔ صوفیانہ تعبیر میں یہ پیغام یہ ہے کہ عشقِ محمدی ﷺ انسان کو ذاتِ حق تک پہنچنے کا وسیلہ بناتا ہے۔ یہی کیفیت منشی غلام حسن کے اشعار میں جھلکتی ہے، دل اُس وقت تک زندہ نہیں ہوتا جب تک وہ جمالِ محمدی ﷺ کے نقش سے معمور نہ ہو جائے۔

احادیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ))[13] تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اُسے اُس کے باپ، بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

یہی وہ مرکزِ ایمان ہے جسے غلام حسن ملتانی نے "ہرگز نمیرد این دل غمیدہ حسن" میں شعری پیکر دیا۔ یعنی جس دل میں عشقِ رسول ﷺ کی حرارت زندہ ہے، وہ کبھی فنا نہیں پاتا کیوں کہ وہ محبتِ الٰہی کے تسلسل میں داخل ہو چکا ہوتا ہے۔

صوفیائے کرام کے نزدیک محبتِ رسول ﷺ فنا و بقا کی معراج ہے۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں:

اَلْمَحَبَّةُ لِلرَّسُولِ ﷺ أَسَاسُ السُّلُوكِ إِلَى اللّٰهِ[14] رسول ﷺ سے محبت ہی سلوکِ الی اللہ کی بنیاد ہے۔

---

[12] سورۃ آل عمران، 3:31/ Al-Qurʾān al-Karīm, Sūrat Āl ʿImrān 3:31.

[13] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، تحقیق: محمد فواد عبد الباقی، دارُ المعارف، القاھرۃ، کتاب الایمان، حدیث: 15۔
Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ. Edited by Muḥammad Fuʾād ʿAbd al-Bāqī. Cairo: Dār al-Maʿārif. (Kitāb al-Īmān, ḥadīth no. 15).

[14] جیلانی، عبد القادر، الفتوح الربانی، بیروت: دار المعرفۃ، ص 56۔
Gilānī, ʿAbd al-Qādir. Al-Futūḥ al-Rabbānī. Beirut: Dār al-Maʿrifah, 56.

اسی کو حضرت داتا گنج بخشؒ نے یوں واضح کیا:

محبتِ مصطفیٰ ﷺ در حقیقت محبتِ خدا است، کہ بی محبتِ او کسی را راہ نبُود[15]

غلام حسن ملتانی کا "دلِ غمیدہ" دراصل اسی سلوک و محبت کی مجسم تصویر ہے ایک ایسا دل جو وصالِ محبوب ﷺ کی تمنا میں مسلسل تپتا اور روشن رہتا ہے۔ اور منشی غلام حسن کی اس کیفیت میں حافظ جمال اللہ ملتانی کی تربیت کا اہم کردار ہے۔ چونکہ ان کی "سہ حرفی" میں اس طرح کے مضامین موجود ہیں۔ غلام حسن ملتانیؒ کا دعویٰ کہ "ہرگز نمیرد این دلِ غمیدہ حسن" محض شاعرانہ مبالغہ نہیں، بلکہ صوفیانہ حقیقت ہے۔ یہ آتشِ عشق جو ان کے دل میں بھڑک رہی ہے، ان کی حیاتِ روحانی کو دوام بخش رہی ہے۔ منشی غلام حسن ملتانیؒ کے نزدیک محبتِ رسول ﷺ ہی ایمان کا مرکز، عرفان کا دروازہ اور ابدی زندگی کا راز ہے۔ اُن کا دل جب جمالِ محمدی ﷺ کے تصور سے معمور ہوا تو کائنات کے تمام نقوش مٹ گئے اب صرف "خیالِ محمدی" باقی رہ گیا۔ یہی صوفیانہ عشق و عقیدت برصغیر کی نعتیہ روایت کا جوہر ہے، جہاں محبتِ رسول ﷺ محض جذبہ نہیں، بلکہ سلوکِ الی اللہ کی کامل راہ ہے۔

3. وسیلۂ مغفرت ورحمت

مولود نامہ میں منشی غلام حسن ملتانیؒ نے حضورِ اکرم ﷺ کو انسانیت کے لیے وسیلۂ مغفرت، سببِ رحمت اور مرکزِ نجات کے طور پر پیش کیا ہے۔ شاعر اپنے وجدانی اظہار میں کہتا ہے:

زہے ظہورِ کمالِ محمدِ عربی　　فروغِ نورِ جمالِ محمدِ عربی
حسن ز لطفِ حق امیدوارِ مغفرتم　　طفیلِ عترت و آلِ محمدِ عربی[16]

یہ اشعار نہ صرف نبی اکرم ﷺ کے کمالِ ظہور اور نورانیت کا بیان ہیں بلکہ اس حقیقت کے مظہر ہیں کہ تمام مغفرت و رحمت کا دروازہ آپ ﷺ کے وسیلے سے کھلتا ہے۔ شاعر کا یہ اقرار "حسن ز لطفِ حق امیدوارِ مغفرتم، طفیلِ عترت و آلِ

15 علی بن عثمان ہجویری، کشف المحجوب، لاہور: مطبع شاہی، ص 90۔
Hujwīrī, ʿAlī ibn ʿUthmān. Kashf al-Maḥjūb. Lahore: Maṭbaʿ Shāhī, p 90.

16 غلام حسن، انوار جمالیہ، ص29
Ḥasan, Ghulām. Anwār Jamāliyyah, p 29.

محمدِ عربیؐ" اس بات کی علامت ہے کہ مغفرت کا مدار محض عمل نہیں بلکہ محمدی نسبت اور شفاعت ہے۔ یہ مضمون بھی قرآن و حدیث میں بکثرت وارد ہوا ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم نے نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس کو اُمت کے لیے مغفرت اور رحمت کا ذریعہ قرار دیا ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾[17] اور (اے نبی ﷺ!) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

یہ آیتِ کریمہ واضح کرتی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کی بعثت دراصل ربّانی رحمت کی تجلی ہے، جس کا فیضان مومن و غیر مومن سب پر محیط ہے۔

اسی حقیقت کی طرف سورہ نساء میں اشارہ ہے:

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا﴾

اور اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، آپ کے پاس آجائیں، پھر اللہ سے مغفرت طلب کریں، اور رسول بھی ان کے لیے بخشش مانگے، تو وہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پائیں گے۔[18]

یہ آیت صریح نص ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کی شفاعت اور دعا اُمت کے لیے مغفرت کا ذریعہ ہے۔ غلام حسن ملتانیؒ کے شعر کا "طفیلِ عترت و آلِ محمدی" اسی قرآنی حقیقت کا نغماتی اظہار ہے یعنی نبی ﷺ اور ان کے اہلِ بیت، مغفرت و رحمت کے وسیلے ہیں۔

احادیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا أَنَا رَحْمَةٌ مُهْدَاةٌ))[19] میں تو صرف رحمتِ الٰہی کا تحفہ ہوں۔

---

[17] القرآن الکریم، سورۃ الانبیاء:107۔/ Al-Qurʾān al-Karīm, Sūrat al-Anbiyāʾ 21:107.

[18] القرآن الکریم، سورۃ النساء:64۔/ Al-Qurʾān al-Karīm, Sūrat al-Nisāʾ 4:64.

[19] مسلم بن حجاج القشیری، المسند الصحیح، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، دار إحیاء التراث العربي، بیروت، کتاب الفضائل، حدیث:6005۔
Al-Muslim, Muslim ibn al-Ḥajjāj. Al-Musnad al-Ṣaḥīḥ. Edited by Muḥammad Fuʾād ʿAbd al-Bāqī. Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī. (Kitāb al-Faḍāʾil, ḥadīth no. 6005).

ایک اور روایت میں ہے:

((شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي[20])) میری شفاعت میری امت کے اُن گناہگاروں کے لیے ہے جنہوں نے بڑے گناہ کیے۔

یہ وہی عقیدہ ہے جسے غلام حسن ملتانیؒ نے اپنے وجدانی لہجے میں پیش کیا کہ "میں مغفرت کی امید رکھتا ہوں اللہ کے لطف سے، اور یہ امید آلِ محمد ﷺ کے طفیل سے ہے۔" صوفیانہ اعتبار سے یہاں "آلِ محمد" صرف نسبی رشتہ نہیں بلکہ *باطنی* نسبت ہے یعنی وہ تمام نفوس جو محبتِ محمدی ﷺ کے دائرے میں داخل ہیں، وہ وسیلۂ رحمت ہیں۔ منشی غلام حسن ملتانیؒ کے نزدیک رسولِ اکرم ﷺ نہ صرف رحمت *للعالمین* ہیں بلکہ مغفرت کا واحد ذریعہ بھی۔ ان کا مولود یہ اس تصور کا زندہ شعری استعارہ ہے کہ نبی ﷺ کے ظہور سے جہاں منور ہوا، وہیں اُمت کے لیے مغفرت کے در کھلے۔ اُن کے نزدیک آل وعترتِ رسول ﷺ بھی اسی نورِ رحمت کا تسلسل ہیں — اور یہی محبت و وابستگی اُمت کے لیے نجات و مغفرت کا سب سے عظیم وسیلہ ہے۔

4. اوصافِ محمدی ﷺ کا بیان

منشی غلام حسن ملتانیؒ کے *مولود نامہ* میں جابجا حضور نبی اکرم ﷺ کے اوصافِ جمیلہ اور صفاتِ حمیدہ کا ایسا نوری و وجدانی بیان ملتا ہے جس میں نعت گوئی، تصوف اور عرفان ایک دوسرے میں ضم ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ شاعر کے نزدیک حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس وہ آئینۂ ازل ہے جس میں حسنِ الٰہی کی جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔ وہ عرض کرتا ہے:

زہے ظہورِ کمالِ محمدِ عربی   فروغِ نورِ جمالِ محمدِ عربی
قدت سروی ز بُستانِ لطافت   رُخت ماہی ز اَوجِ کبریائی

---

[20] ترمذي، محمد بن عيسى، جامع الترمذي، تحقيق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي، بيروت، كتاب صفة القيامة والرقائق والورع، حديث: 2435۔
Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā. Jāmiʿ al-Tirmidhī. Edited by Bashshār ʿAwwād Maʿrūf. Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī. (Kitāb Ṣifat al-Qiyāmah wa al-Raqāʾiq wa al-Waraʿ, ḥadīth no. 2435).

لَبَت وصافِ حسنِ لایزالی دلت کشافِ رمزِ آشنائی[21]

ان اشعار میں شاعر نے حضور ﷺ کے حسن و جمال، جلال و کمال، اور روحانی لطافت کو ایک جامع و متوازن پیرائے میں بیان کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا وجود سراپا کمال ہے آپ کے قد و قامت کو سرِو بلند، چہرۂ انور کو ماہتابِ کبریا، لبِ مبارک کو ازلی حسن کا مظہر، اور دلِ اقدس کو اسرارِ الٰہی کا مرکز کہا گیا ہے۔ قرآنِ کریم نے بھی نبی اکرم ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کو متعدّد مقامات پر بیان فرمایا:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾[22] اور بے شک آپ ﷺ اخلاقِ عظیم کے بلند مرتبے پر فائز ہیں۔

یہ آیت حضور ﷺ کے *جمالِ باطن* کی اساس ہے یعنی وہ خلق و خُلق کے جامع ہیں۔ اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ[23] تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول تشریف لائے، تمہاری تکلیف اُن پر گراں گزرتی ہے، تمہاری بھلائی کے خواہاں ہیں، اور مومنوں پر نہایت شفیق و مہربان ہیں۔

یہ آیت نبی ﷺ کے صفاتِ قلبی یعنی رأفت، رحمت، شفقت اور غیرتِ ایمانی کی کامل تصویر ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف واخلاق جس طرح قرآں میں بیان ہوئے اسی طرح احادیث وکتب سیرت میں بھی ان کا بیان موجود ہے۔ اس ضمن میں دو معروف احادیث ملاحظہ ہوں:

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا))[24] رسول اللہ ﷺ تمام انسانوں میں سب سے زیادہ خوش اخلاق تھے۔

---

21 غلام حسن، انوار جمالیہ، ص30

Ḥasan, Ghulām. Anwār Jamāliyyah, p 30.

22 القرآن الکریم، سورۃ القلم:4۔

Al-Qurʾān al-Karīm, Sūrat al-Qalam 68:4.

23 القرآن الکریم، سورۃ التوبہ:128۔

Al-Qurʾān al-Karīm, Sūrat al-Tawbah 9:128.

24 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المناقب، حدیث:3559۔

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ. Kitāb al-Manāqib, ḥadīth no. 3559.

اور ایک دوسری روایت میں فرمایا:

((مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ))[25] میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔

یہ دونوں روایات حضور ﷺ کے ظاہری و باطنی اوصاف کے جامع بیان ہیں کہ آپ ﷺ حسنِ صورت اور حسنِ سیرت، دونوں کے کمال پر فائز ہیں۔ منشی غلام حسن ملتانیؒ نے بھی اسی نورانی تاثر کو اپنی فارسی نعت میں لفظوں کا لباس عطا کیا ہے منشی غلام حسن ملتانیؒ کا مولود انہی معنوی جہتوں کا وارث ہے۔ ان کے ہاں جمالِ محمدی ﷺ، اخلاقِ نبوی ﷺ اور روحانیتِ مصطفوی ﷺ ایک وحدت میں گُندھے ہوئے ہیں جس میں عشق اور معرفت باہم مل کر "اوصافِ محمدی ﷺ" کا روحانی تصور قائم کرتے ہیں۔ چونکہ حافظ جمال اللہ ملتانیؒ کے ملفوظات میں یہ مفہوم کئی بار ظاہر ہوتا ہے کہ:

"محمد ﷺ صفاتِ الٰہی کا مظہرِ اکمل ہیں؛ اگر کوئی بندہ اخلاقِ محمدی اختیار کر لے، تو گویا اُس نے اللہ کی صفات کا رنگ اختیار کر لیا"[26]

یہی وہ عرفانی نکتہ ہے جسے غلام حسن ملتانیؒ نے شعری زبان میں بیان کیا۔ ان کے نزدیک اوصافِ محمدی ﷺ کا بیان محض مدح نہیں، بلکہ ایک روحانی راہ ہے۔

5. عشقِ محمدی ﷺ کے تقاضے

منشی غلام حسن ملتانیؒ کے مولود نامہ کا سب سے وجد آفرین پہلو "عشقِ محمدی ﷺ" ہے۔ یہ عشق محض جذباتی وابستگی نہیں، بلکہ ایمان، عمل اور فنا فی الرسول کی ایک روحانی کیفیت ہے۔ شاعر کا عشق، اتباعِ محمدی ﷺ کے عملی اقرار کے ساتھ ایک کامل تسلیم و انقیاد کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ وہ عرض کرتا ہے:

عاشقِ زار تُوام یا سیدی   مستِ سرشار تُوام یا سیدی
نقدِ جان و دل بَکف بنہادہ ام   تا خریدار تُوام یا سیدی

---

25 مسلم بن حجاج القشیری، المسند الصحیح، کتاب الفضائل، حدیث: 6012۔
Al-Muslim, Muslim ibn al-Ḥajjāj. Al-Musnad al-Ṣaḥīḥ. Kitāb al-Faḍāʾil, ḥadīth no. 6012.

26 حافظ جمال اللہ ملتانی، انوارِ جمالیہ، ملفوظ نمبر 22۔
Multānī, Ḥāfiẓ Jamāl Allāh. Anwār-i Jamāliyyah. Malfūẓ no. 22.

محمد قبلۂ دل، کعبۂ جانِ عشق است[27]   محمد روحِ عشق و جانِ عشق است

یہ اشعار عشقِ محمدی ﷺ کی معراجی تصویر ہیں، جہاں شاعر اپنی ہستی، اختیار اور ارادے کو حضور ﷺ کی محبت میں فنا کر دیتا ہے۔ اس کے نزدیک عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا پہلا تقاضا خود سپردگی ہے، اور دوسرا اتباع۔ کہ بندہ اپنے ارادے کو محمدی ارادے میں تحلیل کر دے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا یہی پیغام قرآنِ کریم نے بھی واضح فرمایا:

﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾[28] فرما دیجیے: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت فرمائے گا۔

یہ آیت "عشقِ محمدی ﷺ" کا پہلا اصول بیان کرتی ہے کہ عشقِ الٰہی کی سند، اتباعِ رسول ﷺ کے بغیر معتبر نہیں۔ غلام حسن ملتانیؒ اسی قرآنی حقیقت کو وجدانی انداز میں پیش کرتے ہیں، جب وہ کہتے ہیں:

محمد دین و ہم ایمانِ عشق است

یعنی عشق کی اصل، ایمانِ محمدی ﷺ کی پیروی میں مضمر ہے۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی یہی درس موجود ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ))[29] تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

یہ حدیث "عشقِ محمدی ﷺ کے تقاضے" کا محور ہے یعنی حقیقی ایمان، محبتِ رسول ﷺ کے بغیر نامکمل ہے۔ اسی مفہوم کو شاعر نے اس وجد کے ساتھ پیش کیا کہ:

چون ترک کرد خویش برائے محمدم

---

[27] غلام حسن، انوار جمالیہ، ص32

Ḥasan, Ghulām. Anwār Jamāliyyah,p 32.

[28] القرآن الکریم، سورۃ آل عمران:31۔

Al-Qurʾān al-Karīm, Sūrat Āl ʿImrān 3:31.

[29] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، حدیث:15.

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ. Kitāb al-Īmān, ḥadīth no. 15.

میں نے اپنے آپ کو محمد ﷺ کی خاطر چھوڑ دیا۔

یہی ہے عشق کا کمال کہ عاشق اپنی ذات کو قربان کر کے محبوب کے رنگ میں رنگ جائے۔ اسی سبب سے مولودیہ کے آخری اشعار میں شاعر عشق کے چند عملی تقاضے بیان کرتا ہے:

قسم بقبلہ روئی تو یا رسولَ اللہ   رواست سجدہ بسوی تو یا رسولَ اللہ

نمازِ عشق ہر دم می گذارم   بہ پیشِ قبلہ روئِ محمد[30]

یہاں شاعر کے عشق کا محور، عبادت کی روح بن جاتا ہے۔ "نمازِ عشق" ایک استعارہ ہے اتباعِ محمدی ﷺ کا۔ یعنی عبادت و بندگی، حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے تابع ہو۔ عشقِ رسول ﷺ کا حقیقی تقاضا یہی ہے کہ بندہ حضور ﷺ کے کردار، عفو، حلم، عدل، صدق، سخاوت اور طہارت میں اپنے آپ کو ڈھال لے۔ غلام حسن ملتانیؒ کے ہاں یہی عشقِ وفادار ایک وجدانی تاثر کی صورت میں جلوہ گر ہے کہ بندہ اپنی ہر آرزو، ہر تمنا اور ہر حیاتِ روح کو محبتِ محمدی ﷺ کے تابع کر دے۔

خلاصہ کلام

مذکورہ بالا بحث کا حاصل پیغام یہ ہے کہ منشی غلام حسن نے اپنے مولودنامے میں جو درس دیا ہے، وہ درحقیقت قرآن و سنت کی تعلیمات کا مظہر اور انہی کے مطابق ایک روشن فکری و روحانی رہنمائی ہے۔ نیز یہ پیغام حافظ جمال اللہ ملتانی کی تعلیمات کا پرتو ہے اور انہی کی تربیت کا اثر ہے۔ ان کے کلام میں جہاں عشقِ رسول ﷺ کا والہانہ اظہار ملتا ہے، وہیں اخلاقی و عملی اصلاح کا واضح پہلو بھی نمایاں ہے، جو حافظ جمال اللہ ملتانیؒ کی تعلیمات اور تربیت کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ یہ پیغام دراصل اسی صوفیانہ تسلسل کا حصہ ہے جسے اولیائے کرام نے اپنے اپنے انداز میں پیش کیا۔ ایک ایسا پیغام جو محبتِ رسول ﷺ کے ذریعے قربِ نبوی ﷺ کا ذریعہ بنتا اور مومن کے باطن میں عملی ثقاہت، روحانی صداقت اور اخلاقی استقامت پیدا کرتا ہے۔

30 غلام حسن، انوار جمالیہ، ص34

Ḥasan, Ghulām. Anwār Jamāliyyah,p 34.